

ہفت روزہ

لاہور

معارف

نیز شریعت پرستی

شیخ الفیہ حضرت مولانا محمد علی

شیراوالہ دروازہ لاہور

۳۲ دسمبر ۱۹۵۵

یک انصاف و یک اخلاص خدام الدین لاہور

Al-Hispania

نہایت سکون سے نماز پڑھنا

(از جناب حاجی مکالم الدین صاحب مدرسہ مقیم شاہ عالمی گیٹ لاہور)

(۴)

حضور کی خدمت میں ایک شخص نے آکر کہا کہ فلاں شخص رات کو تہ نماز پڑھتا ہے اور صبح کو چوری کرتا ہے فرمایا کہ اس کی نماز اس کو اس فعل سے منقریب ہی روک دے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بڑی باتوں میں مشغول ہو تو اس کو اہتمام سے نماز میں مشغول ہونا چاہئے بڑی باتیں اس سے چھوٹ جائیں گی۔ ہر بڑی بات چھوٹنے کا اہتمام و شعور بھی ہے اور دیر طلب بھی اور اہتمام سے نماز میں مشغول ہو جانا آسان بھی ہے اور دیر طلب بھی نہیں۔ اس کی برکت سے بری باتیں اس سے اپنے آپ ہی چھوٹی چلی جائیں گی۔ حق تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اچھی طرح نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

حضور کا ارشاد ہے کہ افضل نماز وہ ہے جس میں لمبی رکعتیں ہوں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد و قوموں کے تائبین (اور نماز میں) کھڑے رہو اللہ کے سامنے موقوف۔ اس آیت میں رکوع بھی داخل ہے اور خشوع بھی اور لمبی رکعت ہونا بھی اندر آنکھوں کو پست کرنا۔ بازوؤں کا جھکانا (یعنی اکثر کے کھڑا نہ ہونا) اور اللہ سے ڈرنا بھی شامل ہے کہ لفظ قنوت میں جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا ہے یہ سب چیزیں داخل ہیں حضور کے صحابہ میں جب کوئی نماز کو کھڑا ہوتا تھا تو اللہ سے ڈرتا تھا اس بات سے کہ ادھر ادھر دیکھے یا (سجود سے) میں جاتے ہوئے) کھڑکیوں کو الٹ پلٹ کرے (عرب میں مشغول کی بجائے کھڑکیاں بچھاٹی جاتی تھیں) یا کسی اور لغو چیز میں مشغول ہو یا دل میں کسی دنیاوی چیز کا خیال لاتے۔ ہاں بھولی کے آگیا ہو تو دوسری بات ہے قوموا لفلان و تائبین کی تفسیر میں مختلف ارشادات وارد ہوئے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ تائبین کے معنی چپ چاپ کے ہیں۔ ابتدا نہ مانہ میں نماز میں بات کرنا اسلام کا جواب دینا وغیرہ وغیرہ امور جائز تھے۔ مگر جب یہ آیت تشریف نازل ہوئی تو نماز میں بات کرنا ناجائز ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نے اس بات کا عادی بنا رکھا تھا کہ جب میں حاضر ہوں تو حضور کی خدمت میں سلام پیش کروں۔ خواہ آپ نماز ہی میں کیوں نہ مشغول ہوں۔ اور آپ جواب دے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ میں حاضر ہوا حضور نماز میں مشغول تھے۔ میں نے حسب عادت سلام کیا۔ حضور نے جواب نہیں دیا۔ مجھے سخت غم ہوا کہ شاید میرے بارے میں خدا کے ملاں سے کوئی عتاب نازل ہوا

ہو۔ ہر قسم کے خیالات نے مجھے گھیر لیا۔ پرانی پرانی باتیں سوچتا تھا کہ شاید فلاں بات پر حضور ناراض ہو گئے ہوں۔ جب حضور نے سلام پھیر لیا تو ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ اپنے احکام میں جو چاہتے ہیں تبدیلی فرماتے ہیں۔ چنانچہ اب نماز میں بولنے کی ممانعت فرمادی ہے اور یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور پھر ارشاد فرمایا کہ نماز میں اللہ کے ذکر اس کی تسبیح اس کی حمد و ثناء کے سوا بات کرنا جائز نہیں۔

سوا یہ بن حکم سلی ٹھکتے ہیں کہ جب میں مدینہ طیبہ میں ہونے کے لئے حاضر ہوا تو مجھے بہت سی چیزیں سکھائی گئیں مچلدا ان کے یہ بھی تھا کہ جب کوئی چھینکے اور الحمد للہ کے تو اس کے جواب میں یہ حکم اللہ کہنا چاہئے۔ چونکہ نئی تعلیم تھی۔ اس وقت یہ بھی معلوم نہ تھا کہ نماز میں نہ کہنا چاہئے۔ ایک صاحب کو نماز میں چھینک آئی میں نے جواب میں یہ حکم اللہ کہا۔ اس پاس کے لوگوں نے مجھے تنبیہ کے طور پر گھورا مجھے اس وقت بھی معلوم نہ تھا کہ نماز میں بولنا جائز نہیں۔ اس لئے میں نے کہا کہ ہائے افسوس بہتیں کیا ہوا کہ مجھے کڑوی کڑوی نگاہوں سے گھورتے ہو۔ مجھے اٹھائے سے اُن لوگوں نے چپ کر دیا۔ میری سمجھ میں تو آیا نہیں مگر میں چپ ہو گیا۔ جب نماز ختم ہو چکی تو حضور نے میرے مال باپ آپ پر قربان) نہ مجھے مارا نہ ڈانٹا نہ برا بھلا کہا بلکہ یہ ارشاد فرمایا کہ نماز میں بات کرنا جائز نہیں خدا کی قسم حضور جیسا شفیق استاد نہ میں نے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ اور آجکل ہمارے ہاں مسجدوں میں اگر فدا سی کوئی ایسی دیسی بات کسی نمازی سے سرزد ہو جاتے تو بس کھانے پھانے کے واسطے تیار ہو جاتے ہیں اور بعض دل جلے تو یہاں تک کہ بیٹھتے ہیں کہ بس کل سے یہاں نماز پڑھنے نہ آیا کریا۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ابتداء میں حضور رات کو جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اپنے آپ کو رستی سے باز دیا کرتے تھے تاکہ نیند کے غلبے سے گر نہ جائیں۔ اس پر

طہ ما انزلنا علیک القرآن لنتفقا نازل ہوئی۔ اور یہ مضمون تو کئی حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور اتنی لمبی رکعت کیا کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں مبارک پر دم آ جاتا تھا۔ اگرچہ ہم لوگوں پر شفقت کی وجہ سے حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ جس قدر ممکن اور تباہ ہو سکے اتنی محنت کرنی چاہئے ایسا

نہ ہو کہ بالکل ہی جاتا رہے۔ چنانچہ ایک صحابی عورت نے بھی اسی طرح رستی سے اپنے آپ کو باز دیا۔ تو حضور نے منع فرمایا۔ مگر اتنی بات مرد ہے کہ عمل کے بعد جتنی لمبی نماز ہوگی اتنی ہی بہتر اور افضل ہوگی۔ آخر حضور کا اتنی لمبی نماز پڑھنا کہ پاؤں مبارک پر دم آ جاتا تھا کوئی قویات رکھتا ہے۔ صحابہ کرام عمن بھی کرتے کہ سورۃ فتح میں آپ کی مغفرت کا وعدہ خدا نے فرمایا ہے تو حضور فرماتے دیکھ میں اپنے حولا کا شکر گزار بندہ کیوں نہ ہوں۔

جب آپ نماز پڑھتے تو آپ کے سینے مبارک سے رونے کی آواز (دسانس رکنے کی وجہ) ایسی مسلسل آتی تھی جیسا کہ چکی کی آواز ہوتی ہے اور جیسا کہ ہندیا کے پکنے کی آواز ہوتی ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں میں نے حضور کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں کہ ایسی حالت میں صبح فرمادی۔

مقدمہ احادیث میں ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ چند آدمیوں سے بے حد خوش ہوتے ہیں۔ مچلدا ان کے وہ شخص ہے جو سوری کی رات میں نرم بستر پر لمحات میں لیٹا ہوا لیٹا ہوا دل میں جگہ کر کے والی خوبصورت بیوی پاس لیٹی ہو۔ اور پھر تھوڑے کے اٹھے اور نماز میں مشغول ہو جائے تو حق تعالیٰ اس سے بے حد خوش ہوتے ہیں۔ اور باوجود عظم الغیبت ہونے کے فرشتوں سے حق تعالیٰ کے طور پر دریافت فرماتے ہیں کہ اس بندہ کو کس بات نے مجبور کیا کہ اس طرح کھڑا ہو گیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ آپ کے لطف و عطا کی امید نے اور آپ کے عتاب کے خوف نے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا جس چیز کی اس نے مجھ سے امید رکھی ہے۔ وہ میں نے اس کو عطا کی اور جس چیز کا اس کو خوف ہے۔ اس سے میں بھنا حضور کا ارشاد ہے کہ کسی بندہ کو کوئی عطا اللہ کی طرف سے اس سے بہتر نہیں دی گئی کہ اس کو دو رکعت نماز کی توفیق عطا ہو جائے۔

قرآن و حدیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے کہ فرشتے ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ ایک جماعت ان کی ایسی ہے جو قیامت تک رکوع ہی میں رہے گی۔ اور ایک جماعت ایسی ہے جو ہر وقت بندہ ہی میں رہتی ہے اور ایک اسی طرح کھڑی رہتی ہے۔ حق تعالیٰ نے نوز میں کے لئے یہ اکرام و اعزاز فرمایا کہ ان سب چیزوں کا مجموعہ اس کو دو رکعت میں عطا فرمادیا۔ تاکہ فرشتوں کی ہر عبادت سے اس کو حشر مل جائے اور نماز میں قرآن شریف کی تلاوت ان کی باتوں پر اماندہ ہے اور جب یہ فرشتوں کی عبادت کا عجز ہے۔ تو انہیں کی صفات سے اس میں لطف میسر ہو سکتا ہے۔ اسی لئے حضور کا ارشاد ہے کہ نماز کے لئے اپنی گردن پیٹ کو دیکھا کر (باقی صفحہ ۳)

خدا مالدین لاہور

جلد ۱ یوم جمعہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۵ھ ۲۳ دسمبر ۱۹۵۵ء نمبر ۲۲

دستور پاکستان :-

دستور پاکستان تکمیل کے آخری مراحل طے کر رہا ہے۔ اجتماعی طور پر نہ سہی لیکن کم از کم انفرادی طور پر ملت جمعی اور افراد ملک کے ہر گوشہ اور گوشہ سے دستور اسلامی کے لئے مطالبہ کر رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ اس اتحاد و ائتلاف کے دور میں سرزمین پاکستان سے دستور اسلامی کے نفاذ کے خلاف ایک آواز بھی بلند نہیں ہوئی۔ ہر طرف سے حکومت سے بھی مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ کہ ۳۳ عطا کی قرارداد جو سابق دستور کے سپرد کی گئی تھی اس کو سامنے رکھ کر دستور مرتب کیا جائے۔ یہ قرارداد ہر گروہ ہر فرقے اور ہر خیال کے عطا کرام نے

دن مات کی صحت شاد کے بعد تیار کی تھی۔ اس سے ہر فرقہ مطمئن ہے۔ کیونکہ اس میں ہر ایک کے حقوق کا تحفظ موجود ہے۔ حکومت کو یہ بات غلط خاطر رکھنی ضروری ہے کہ کسی ایک جماعت یا ایک فرد کے پیش کردہ دستور کی نسبت وہ دستور عوام کے نزدیک زیادہ قابل قبول اور انصاف پر مبنی ہوگا۔ جس میں ہر طبقہ کی رائے موجود ہو۔

دستور میں تاخیر جس حد تک ہو چکی ہے اسے قوم فقط اسی صورت میں معاف کر سکتی ہے کہ بالآخر دستور اسلامی نافذ کر دیا جائے۔ اگر خدا خواستہ اتنی دقت جدوجہد اور صرف کثیر کے باوجود بھی دستور عوام کی نشا کے مطابق نہ بنایا گیا تو قبول کی تاریخ میں اس سے بڑی

خدا سے بغاوت اور خلوق سے غداری کہیں نہیں ملے گی۔ اس بغاوت اور غداری کی سزا جو ملنی رہی ہے اس سے قرآن مجید اور تاریخ کے صفحات بھرے ہوئے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یقین پارٹی کو اس سزا سے

اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بدترین شہادت :-

سیاست عالم سے ہر باخبر انسان جانتا ہے کہ ریاست کشمیر پاکستان اور ہندوستان میں تنازعہ فہم اور میں سب سے اہم ہے۔ یہ آٹھ سالہ پرانا جھگڑا ہے۔ جس کو نہ تو اقوام متحدہ اور حفاظتی کونسل حل کر سکی ہے اور نہ بین المملکتی کوششیں اس کو چٹا سکی ہیں۔ اسی وجہ سے دوسرے لائقہاد چھوٹے چھوٹے مسائل الجھاؤ میں پڑے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی پھیل آ رہی ہے۔ روسی ایڈروں ہندوستان کے حالیہ دورے میں سری نگر میں ایک بیان دیا جس کی وجہ سے ایک تو ریاستی عوام کے غم و غصہ میں اضافہ ہوا اور دوسری طرف ہندوستان اور پاکستان کے باہمی تعلقات کو اور زیادہ کشیدہ ہونے کا موقع ملا۔ اگرچہ ان کوتاہ اندیش اشتراکی میڈروں کی آنکھیں پاکستانی پریس اور عوام کے احتجاج نے کھول دیں۔ اور انہوں نے دہلی واپس پہنچ کر اپنے سری نگر والے بیان کی وضاحت کر دی۔ لیکن اس سے

ان کے اخلاقی عیار اور بین الاقوامی کردار کی نقلی کھل گئی کہ انہوں نے کشمیر کے بارے میں اپنے گزشتہ دورے اور اقوام متحدہ اور سیکورٹی کونسل کے فیصلوں کو عداوتی دعوئوں اور سیر کشمیر کی نظر کر دیا۔ اور شاید ان کے نزدیک ڈوگرہ حکمران کی جہان فوازی کا صلہ صرف اس سے چکایا جا سکتا تھا کہ کشمیر کو ہندوستان کا حصہ قرار دے کر ان کو خوش کر دیں لیکن وہ اس غلط بیانی پر بھی قائم نہ رہ سکے اور دہلی پہنچ کر کچھ بیان بدل کر ڈوگرہوں کو انگشت بدنداں کر دیا۔ خیر اس موقع پر پاکستان کے بہت سے نام نہاد دستوں کی بھی نقلی کھل گئی۔ معزز قارئین جانتے ہیں کہ پاکستان کئی ایک دفاعی کونسلوں کا رکن ہے جس میں کئی ایک دوسرے ممالک شامل ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان دولت مشترکہ کا ممبر اور امریکا کا

حلیف بھی ہے۔ لیکن کتنے انیس کی بات ہے کہ تاہم تحریر سوائے ایران کے کسی ملک نے اشتراکی رہنماؤں کے بیانات کی مذمت نہیں کی۔ وہ ممالک جو ہر قدم پر اشتراکیوں سے ٹکراتے ہیں روسی میڈروں کے بیان پر کیوں ہر بلب ہیں۔ خود برطانیہ جس کے

ہمارا مطالبہ

ہم پاکستان کی دستور ساز اسمبلی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان کا قانون قائد اعظم مرحوم کے قرآن مجید کے متعلق اعلان اور مشریات علی خاں مرحوم کی قرارداد کی روشنی میں بنایا جائے۔ مسلمانوں کے لئے قابل قبول نقطہ وہی دستور ہو سکتا ہے۔ جس کی بنیاد قرآن مجید اور سنت پر رکھی جائے۔ اور ملک کا تمام "جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" ہو۔ اور اس کا صدر ہمیشہ مسلمان ہو !

حضرت مولانا احمد علی صاکی پیشکش دستور کے نام

انشاء اللہ تعالیٰ میں غیر عالم اراکین دستور ساز اسمبلی کو تین ماہ میں بلا معاوضہ قرآن مجید کراچی میں حاضر ہو کر پڑھانے کے لئے تیار ہوں۔

بشرطیکہ

وہ حضرات دن رات کا سارا وقت اسی کام کے لئے فارغ کر لیں۔

حکایات الصالحین

حضرت سید شاہ حسن حبیب علیہ السلام

میرتید چودھری عبدالرحمن خان صاحب

جَمْعُ أَمْعِ الْكَلِمَةِ

عَنْ عِيَّاشِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْلُومَ
مَنْ سَدَّ الْمَسْلُومُونَ مِنْ إِسْرَائِيلَ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ
مَنْ هَجَرَهُمَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُمْ فِي ذَلِكَ لَفْظَ الْبَغْيِ
وَيُسَلِّمُ قَالَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنِ الْمَسْلُومِينَ حَيْثُ قَالَ مَنْ سَلَّمَ الْمَسْلُومِينَ
مِنْ إِسْرَائِيلَ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ -

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایا ہے۔
آپؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مسلمان رہے ہیں جن کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان
محفوظ رہیں۔ اور ہر جہاد ہے جو ان چیزوں کو ترک کرے۔
جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ یہ صحیح بخاری
کے الفاظ ہیں۔ اور مسلم میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ہر
ایک شخص نے نبی اکرمؐ سے سوال کیا کہ مسلمانوں میں سے
اچھا کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ شخص جن کی زبان
اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

一、九、七

آنحضرت کا ارشاد بالکل واضح ہے مسلم اسلام سے ہم
فاجر کا صیغہ ہے۔ یعنی اسلام کو ماننے والا۔ اسلام کے ماننے
والے کا نام ہے۔ چنانچہ اگر اس سے دلیل بیان کروں حدیث شریف میں
چکا ہے۔ مختصر کیا میں بیان کئے جاتے ہیں (۱) اگر چھوٹا
(۲) نماز ادا کرنا (۳) رمضان کے روزے رکھنا (۴) زکوٰۃ
دا کرنا (۵) حج کرنا۔

قرآن مجید کے مطابق اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور ایمان دو علیحدہ چیزیں ہیں۔ ایمان کے معنی ہیں اللہ اور اس کے رسول کے ہر حکم کو دل سے ماننا۔ اسلام کے معنی ہیں کہ ان حکموں پر عمل کرنا اور ان کے مطابق زندگی بسر کرنا۔

وَقَالَتِ الْاَعْرَابُ اِنَّا قَدْ خَلَلْنَا لَكَ اَمْنًا وَلَكِنْ تَقُولُوا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ سُوْرۃٓ الْحَجَّراتِ

دکھ ۲ بارہ (۲۹) ترجمہ: وہ یہاں کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اسے فراہم کیجئے کہ ہم ایمان نہیں لاتے اور لیکن یہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے اور ایمان تمہارے دلوں میں ابھی تک داخل نہیں ہوا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان فعل قلب ہے اور اسلام کا تعلق ہوا راج (اعضاء) سے ہے۔

دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ دل میں احکام الہی اور ارشاد نبوی کی تعمیل کا ارادہ ہو تو مؤمن۔ اگر ان پر عمل بھی کرے تو مسلم۔ اس آیت سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ انسان غیر فطری ملاحظہ ہو۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلمین فسوق وقولہ کفر ومتفق علیہ
ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق (نافرمانی)
اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ اس ارشاد میں آپ نے وضاحت فرمادی کہ ایک مسلمان اپنی زبان اور ہاتھوں سے کس طرح محظوظ
رکھ سکتا ہے۔

(رضا البخاری و زاد مسکن من غنۃ علیس منا) ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میرے بعد میری امت کو چاہے وہ کسی قوم کے متعلق ہو۔

تو اس رنگ کو چھوڑ دیا۔

ایک دفعہ حضرت مہا اپنے خدام کی دعوت پر ریاست جو وہ پور تشریف لے گئے۔ (بعض حضرات ریاست کا نام جمشیر بتاتے ہیں) آپ کے خدام شہر کے قریب ہی رہتے تھے۔ وہیں قیام فرمایا۔ ان دنوں وہاں ایک ہندو جوگی بمع اپنے چیلوں کے بھی بھڑک رہا تھا۔ راجہ اس کا بہت معتقد تھا۔ ایک دن راجہ اس جوگی سے کہا۔ کہ آپ بمع چیلوں کے لنگوٹی بند تارک الدنیا فقیر کھاتے ہیں۔ لیکن یہ مسلمانوں کے فقیر احمد ان کے خورام کھاتے پیتے اور کپڑے بھی پہنتے ہیں جوگی نے کہا کہ وہ فقیر کیسے ہو سکتے ہیں۔ ؟ حضرت کو جب اس گفتگو کا علم ہوا تو آپ نے راجہ کو کہا بھیجا کہ دونوں کا امتحان لیا جائے کہ اصلی فقیر کون ہے اور نقلی کون ؟

راجہ نے حضرت کی بات مان لی اور حکم دیا کہ صبح سویرے کنواری ہندو لڑکیاں ہارسنگار کر کے لب سڑک کھڑی کر دی جائیں اور دونوں ہندوؤں کے فیروز کو وہاں سے گزرنے کا حکم دیا جائے۔ حضرت کے خدام کے دل میں افسوس نے خیال ڈال دیا۔ کہ یہ ہمارا امتحان ہے۔ وہ ذکر الہی میں مشغول نہ گاہیں بیچی کر کے گزر گئے۔ لڑکیوں کی طرف نگاہ اٹھا کبھی نہ دیکھا۔ جب ہندو فیروز کی باری آئی تو ان میں سے ہر ایک لڑکیوں کی طرف گھور گھور کر دیکھنے لگا۔

راجہ نے شرم کے مارے سر جھکا دیا اور خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔

يَسْبِي جَاءَ الْحَقُّ وَرَعَى الْمَاطِلَ إِنَّ الْبَاطِلَ
كَانَ زَهُوًّا

حضرت کی وفات کا اس معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ
کا مزار مبارک موضع سیو فی شریف ضلع سکھر میں ہے۔

وہابیوں

منافع لاہور تھا۔ لیکن بعد میں سو فی شرعیہ منافع کے تقاضے کے لئے گئے اور یہی سکونت اختیار فرمائی۔ اس کے متعلق مفصل ذکر آگئے آ رہے۔

مقامی سربراہ

تھے۔ پنجاب۔ عہدِ مسعود میں ہر جگہ گئے۔ لیکن دل
 کہیں نہ لگا۔ بالآخر عہدِ مسعود کی طرف رُخ منسرایا۔
 ریاست بہاولپور سے گزر کر سندھ تشریف لے گئے۔
 جب قصبہ سوئی تشریف کے قریب پہنچے تو یہاں
 سے بے قرار ہو گئے۔ قریب ہی کچھ لوگ فضلوں کی کٹائی
 میں مصروف تھے۔ حضرت ان کے پاس تشریف
 لے گئے اور پانی طلب فرمایا۔ انہوں نے حضرت
 کو اعلیٰان سے بٹھا کر پانی پلایا۔ ان کے دریافت
 کرنے پر حضرت نے اپنی تشریف آوری کی عرض
 و فائیت بیان فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ جب
 ہم بتلائے دیتے ہیں۔ اگر آپ وہاں پہنچ کر کسی
 قسم کا اعتراض کریں تو انشاء اللہ تقائے آپ اپنے مقصد
 میں کامیاب ہو جائیں گے۔ انہوں نے حضرت سید
 محمد راشد اللہ صاحب جیلانی رحمۃ اللہ پر کوٹھ پکارا
 تحصیل دہ پٹری کا جتہ بتلایا۔ چنانچہ حضرت پیر کوٹھ پکا
 پہنچے اور حضرت سید محمد راشد اللہ صاحب کے قدموں
 میں رہنے لگے۔ اس طرح اللہ تقائے کے فضل و
 کرم سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ جب خرقہ
 طواف عطا ہوا تو وہاں لوٹے اور مومنین سوئی تشریف
 میں ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کو بب
 و بارہ اپنی داستان سنائی تو ان لوگوں نے عرض کی
 کہ یا تو ہمیں اپنے ساتھ لے چلیں یا آپ یہاں قیام
 فرمائیں۔ اللہ تقائے ہمیں جو رزق دے گا اس میں
 سے آپ کی خدمت کریں گے۔ ان کے اصرار پر آپ
 نے وہی قیام فرمایا۔

تباع عن شريك

راستے تھے اور اپنے مغفلتیں کو بھی اس کی تلقین
کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک فقیر تختہ چاروںوں کی دیگ کو
 منہ کی طرح کھانے لگا۔ حضرت کو جب اس کا علم ہوا

مجلسه اول

لَعَبِ رَسُول

از جناب خواجہ جنوں کاشمیری

یہ شوقِ دشتِ نوردی نہیں خُدا جانے
تجھ میں کے لقب سے پکارنے والے
خدا کے گھر پہ مسلط تھی ظلمتِ باطل
وہ نور جس سے منور نگاہ و قلب ہوئے
وہ نور جس نے محمد کا نام پایا تھا
وہ نور جس نے زمانہ کو روشنی بخشی
ترے وجود سے رونق ہے بزمِ ہستی میں
ترمی نگاہ میں کتنا سرور ہے ساقی
یہ فیضِ شمیم عنایت ادھر بھی دور چلے
مجھے مدینہ کی گلیاں ہیں روکشِ جنت
ادھر بھی اک نظرِ التفات ہو جائے
تو شمعِ ختمِ نبوت۔ تو شمعِ ختمِ رسل
ترے مقام کو انساں سمجھ سکا نہ ہنوز
یہ وہ مقام ہے جس کو خدا ہی پہچانے

حضورِ شاہِ مدینہ چلے ہیں دیوانے
چلے ہیں جذبِ محبت کو آج گراہنے
حضور آئے وہاں حق کا نور برسانے
وہ نور جس سے منور ہوئے سبہِ خانے
وہ نور جس کے تھے گردیدہ اپنے بیکانے
وہ نور سوختہ سماں تھے جس سے بجائے
ترمی نگاہ سے آباد ہیں یہ دیوانے
کہ جھوم جھوم اٹھے اس کو پی کے مستانے
ادھر تو کہتے ہی گردش میں آئے پیمانے
میری نگاہ عطا ہو جسے وہی جانے
کہ مختصر ہیں بہت زندگی کے افسانے
کہ جانِ تجھ پہ نچاورد کرینگے پروانے
یہ وہ مقام ہے جس کو خدا ہی پہچانے

جنوں سا خادم ادا بھی سرکے بل گئے

سلام و عجز و محبت کے لے کے نذرانے

مجلس ذکر

موتیہ چودھری عبد الرحمن خاں صاحب

آج مؤرخہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۵۵ء ہندوستان و
مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد
مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

عزت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده وكفى وسلاماً على عباده
الذين اصطفى - آمنا بعدد -

عرض یہ ہے کہ میں ہر جمعرات کو بطور سبق اپنے
ان احباب کی خدمت میں خاص طور پر کچھ عرض کر دیا
کہتا ہوں جن کا تعلق سلسلہ راشدیہ قادریہ سے ہے
وہ حضرات دور دور سے وقت نکال کر تشریف لائے
ہیں۔ میرا فرض ہے کہ ان کی اصلاح کے لئے کچھ عرض
کر دوں۔ دوسرے احباب بھی تشریف لائے ہیں۔ سچ
چشم مارویشن دل ماشاؤ !

میرا دل تو چاہتا ہے کہ سب مسلمان آئیں۔ میں جو کچھ
عرض کیا کرتا ہوں کتاب و سنت کی روشنی میں عرض کیا
کہتا ہوں۔ ان سے باہر نہیں جانا۔ اگر سب مسلمان
میری معروضات کو سنیں۔ دل میں جگہ دیں اور عمل میں
لائیں تو مجھے اللہ کے فضل و کرم سے پوری امید ہے
کہ ان کی دنیا کی زندگی سنور جائے گی۔ مرنے کے
بعد قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ بن جائے گی
حشر کے دن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
کی برکت سے دوزخ سے بچا کر جنت میں پہنچا دیا جائیگا۔
امیر ہو یا غریب ہر شخص عزت کا خواہاں ہے عزت
کی دو قسمیں ہیں (۱) کھری یا سچی عزت (۲) کھوٹی یا
جھوٹی عزت (نقل) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَجِئْ
مُحَلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا ذُرِّيَّتَهُنَّ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ لِّكُوْنَهُنَّ
رُجُوْدًا - ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں۔

کھری عزت وہ ہے۔ جو بارگاہ الہی سے عطا ہو۔
جو عزت نیچے سے ملے نہ کھوٹی ہے کھری نہیں۔
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ منافقین کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں :-
اَنْ يَنْتَحُوْنَ عَنْكُمْ اَلْعِزَّةَ وَالْمُلُوْكَ
النِّسَاءَ يَذُوْا جَمِیْعًا (سورۃ النساء مکرع منہ ۲ پارہ ۵)
ترجمہ کیا وہ (منافقین) ان (کفار) کے پاس عزت
وہوئے نہ تھے ہیں۔ پس بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے

منافقین چاہتے تھے کہ یہود کے ساتھ دوستی رکھیں گے
تو عزت پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تردید فرماتے
ہیں۔ نبی اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ناراض تھے کہ
ناراض ہیں۔ یہود آپ سے دشمنی رکھتے تھے۔ اس لئے
وہ اللہ تعالیٰ کے بھی دشمن ہوئے۔ جو لوگ اللہ اور
رسول اللہ کے ساتھ دشمنی رکھیں ان کو عزت کس طرح
مل سکتی ہے۔ عزت ساری اللہ تعالیٰ کے تقصیر میں
ہے۔ اسی کے ہاں سے مل سکتی ہے۔ دشمنانِ خدا
کے ہاں سے ہرگز نہیں مل سکتی۔ سورۃ النساء مکرع منہ ۲
پارہ ۵ میں منافقین کی حالت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔
مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ رَبِّیْ لِلَّذِیْنَ هُمْ اَعْدَآءُ
رَافِیْ حُجُوْرًا وَطَرَفًا (ترجمہ :- وہ دونوں کے درمیان تفصیل
میں نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف منصفی کو گوارا دے گا)
قُلِ اللّٰهُمَّ مَلِكُ الْمَلٰٓئِکَۃِ شَاقِی الْمَلٰٓئِکَۃِ مَنْ تَشَاقَرُ
وَتَنْتَهِی الْمَلٰٓئِکَۃَ عَنْ تَشَاقُرٍ وَتُؤَمِّرُ عَنْ تَشَاقُرٍ
مَنْ تَشَاقُرُ طٰیْیِدُ الْخٰیْرِ طَرَفًا رَافِی حُجُوْرًا
شَاقِی (سورۃ آل عمران مکرع منہ ۲ پارہ ۲)

(ترجمہ) تو کہہ دے اللہ تو سلطنت کا مالک ہے تو جس کو چاہے
سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہے جبین لیتا ہے۔ اور جس کو چاہے
عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے تو ذلیل کر دیتا ہے۔
میرے ہاتھ (جبر) میں ہے سب خوبی و خیر
تو ہر چیز پر قدرت دار ہے) اس آیت میں ہمیں
یہ عقیدہ سیکھایا گیا ہے کہ عزت اور دولت
اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جو عزت اللہ تعالیٰ
کی طرف سے آئے۔ حقیقت میں وہی عزت ہے اور
جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ آئے۔ وہ صورت میں
عزت ہوگی۔ لیکن حقیقت میں دولت ہوگی۔ جو شخص علم
مکاشفہ یا مسمی میں زور آدھ ہو یا مال و دولت کا مالک
ہو۔ اور ہر ایک پر ہے جانتا تھا اور غلم کرے تو
لوگ ایسے شخص کی بھی عزت کرتے ہیں۔ مگر یہ بناوٹی
عزت ہوگی۔ دل میں نفرت ہوگی۔ ہر سرکاری تہذیب دار

اور افسر کو لوگ سلام کرتے ہیں۔ کیا تو دل میں اس کی
عزت رکھ کر سلام کرتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ تو سلام ایک
مناقصہ اعزاز ہوتا ہے۔ بڑا زہیدار ہو یا سٹیو۔ سب
میں یہی فائدہ مشترک ہوگا۔ ان کی عزت اللہ کی طرف
سے نہیں ہوتی۔ اس لئے کھوٹی ہوتی ہے۔
عزت خدا کے ہاں سے کوئی کن کو نصیب ہوتی
ہے۔

یَقُوْلُوْنَ لَیْسَ تَرٰجَعْنَا اِلَى الْمَدِیْنَةِ لِحُجُوْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ
مِنْهَا الْاَذَلُّ طَوَّلَ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُلُوْطِ
لِیْسَ مِنْ مِّنْیْہِمْ وَ لَکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (سورۃ النافع
مکرع منہ ۲)

ترجمہ :- وہ منافقین کہتے ہیں۔ اگر ہم مدینہ واپس ہوئے
تو اس (مدینہ) سے سب سے بڑا منافق شخص سب سے فہم
کو ضرور ضرور نکال دے گا۔ اور عزت اللہ۔ اس کے
رسول اور مومنوں کے لئے ہے۔ اللہ لیکن منافق نہیں
جانتے)

اس آیت میں منافقین کا ذکر ہے۔ ایک دفعہ
مدینہ سے باہر کسی سفر کے موقع پر انصار اور ہاجرین
میں تیز کلامی ہو گئی۔ وہ یہ تو بھی ہر وقت پاس
رہیں تو کبھی نہ کبھی ٹکراتے ہیں۔ وہاں عبد اللہ
بن ابی رئیس منافقین بھی موجود تھا۔ وہ بے ایمان
اپنے آپ کو سب سے سوز شخص کہتا ہے۔ اور
حضور اور صحابہ کرام کو سب سے فہم بتاتا ہے۔
نور و باشر من ذاکم الکفر والظلمان۔ اس کی اس
بیہودہ گوئی کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا
ملا ؟ کہ :-

عزت خبر اول اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ خبر دوم
رسول اللہ کے لئے۔ اور خبر سوم مومنوں کے
لئے ہے۔ مومن دولت مند ہو یا غریب۔ ہر ایک کی
اللہ بارگاہ میں عزت ہے۔ مومن کس کو کہتے ہیں ؟ جو
اللہ کی ہر بات دل سے مانگے۔ خود دولت مند
ہو یا غریب۔ سو کھٹے ٹکڑے کھانے والے۔ قریش میں
پر سونے والے۔ بھٹی ہوئی گوشتی اور جھٹے والے۔
چھتر کے نیچے سونے والے کی جوالا اللہ اللہ رسول
دل سے بڑھتا ہے۔ اس کی بارگاہ الہی میں عزت
ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو مخلوق اور اللہ کو اچھا
خالق تسلیم کرتا ہے۔ وہ جالب نفع کے لئے اور دفع
ضرر کے لئے خدا ہی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔
وہ ماسوا اللہ سے کٹ کر ایک اللہ کا ہو جاتا ہے۔
اِیَّاکَ تَعْبُدُ وَاِیَّاکَ تَسْتَعِیْجُ۔ اسی کو اپنا
معبود اور حاجت روا مانگتا ہے۔ وہ مومن جس کی خارجی
اقتصادی حالت یہ ہے۔ اس کی اللہ تعالیٰ کے
ہاں عزت ہے۔ لیکن اگر دل میں ایمان نہیں تو بارگاہ
کی بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عزت نہیں۔ اسلام
میں جہنشاہ کا لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے
خصوص ہے۔ ہمارے ہاں بادشاہ کے لئے
امیر المومنین یا خلیفۃ المسیحین کا لقب ہے۔

ملنے کا نتیجہ : مکتبہ قد ام الدین لاہور انڈیون قرآن
شعبہ انوار لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعۃ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۵ء

ہر مسلمان کا مطالبہ

پاکستان کا آئین کتاب سنت ہی ہونا چاہیے

آزاد کشمیر شیعہ القادری مولانا احمد علی صاحب خطبہ مع منجد شیخ ابوالکلام آزاد لاہور

سچے مسلمان کے جذبات

برادران اسلام! ہر سچے مسلمان کی دلی خواہش ہے کہ میرا اسلام زندہ ہو۔ میرے رب کا فرمان یعنی قرآن زندہ اور تابندہ ہو۔ ہمارے شفیع المذنبین رحمۃ اللہ علیہم کے فرامین زندہ اور تابندہ رہیں۔ ہر محلہ کی مسجدیں آباد ہوں ہر مسجد کے منار سے لا اِلهَ اِلَّا اللہ کی آواز آئے۔ اور محلہ کے رہنے والے ہر آدمی بارگاہ الہی میں سرسجود نظر آئے۔ ہر مسجد کے محراب سے صبح و شام قرآن جھیکے آواز سننے میں آئے۔ ہر یر و جوان صلائے اذان میں گرفتار غلامی صاف و پاک ہو کر ہاتھ باندھ کر قافداروں کی صف میں کھڑے ہو جائیں۔ ہر مردوں سے بھر پور ہوں۔ تو گھر میں مستورات بارگاہ الہی میں سرسجود ہوں۔

امداد الہی

قرآن تعالیٰ :- رَدِّ لِنَصْرَتِ اللّٰهِ مِنْ بَيْنَاہُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیْ عَزِیْزٌ ۝ الَّذِیْنَ اِنْ مَكَلَّمْتُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَتَوْا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۝ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ ۝ (سورۃ الحج رکوع ۲۰ پارہ ۳)

ترجمہ :- اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ بزدست غالب ہے۔ وہ لوگ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دیدیں۔ تو نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اور نیک کام کا حکم کریں۔ اور برے کاموں سے روکیں۔ اور ہر کام کا انجام تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر فرماتے ہیں :- اور نیک کو اللہ تعالیٰ اپنی حمایت میں لے کر بدی کے مقابلہ میں کھڑا نہ کرتا۔ تو نیک کا نشان زمین پر باقی نہ رہتا۔ بددین اور شریر لوگ بھی کی ہر زمانہ ہیں کثرت رہی ہے۔ تمام مقدس مقامات اور یادگاہیں ہمیشہ کے لئے صفحہ مہینے سے مٹا دیئے۔ کوئی

جہادین کو جہاد کے جہاد شکر پر فتح تسلیم عطا فرمائی۔

قانون الہی میں تبدیلی نہیں ہوتی

قرآن تعالیٰ :- وَ لَوْ كُنَّ يَتَذَكَّرْنَ اَنْ لَّا يَنْتَحِیْنَ اِلَیْہِا شَيْئًا (سورۃ الاحزاب رکوع ۵ پارہ ۳)
ترجمہ :- اور آپ اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی پر گزرنے پائیں گے۔ لہذا اگر آج بھی جو جماعت نبی آخر الزماں کے سچے متبعین کا ساتھ دے اور حال بنا کر محض رضا و الہی حاصل کرنے کے لئے حق کی حمایت کرنے کی خاطر میدان میں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد یقیناً اس کے ساتھ ہوگی اور فتح کا سہرا یقیناً اسی جماعت کے سر پر باندھا جائے گا۔

ناقابل تسخیر پاکستان

برادران اسلام! میرے یقین اور میرا ایمان ہے کہ اگر آج ہم مملکت پاکستان میں ساڑھے تیرہ سو سال والا محمدی اسلام رائج کر دیں۔ جو بفضل خدا تعالیٰ اس وقت سے لے کر اب تک زندہ چلا رہا ہے۔ تو یہی پاکستان ناقابل تسخیر پاکستان بن سکتا ہے۔

ناقابل تسخیر پاکستان کا آئین

ناقابل تسخیر بننے والے پاکستان کا آئین قرآن مجید ہوگا۔ اور اس کی تفصیل بتانے والا علم وحشہ نبوی ہوگا۔ اور اسے چلانے والے وہ لوگ ہوں گے۔ جن کے ہر ذرہ خون اور ہر ذرہ وجود میں دین الہی سے عشق ہوگا۔ جو عہدوں کے خواہشمند نہیں ہوں گے۔ وہ خود انعام پاکستان پر اپنی گرانبار خواہشوں کا جو نہیں ڈالیں گے وہ وہی خوراک کھائیں گے۔ جو پاکستان کے عام مسلمان کھائیں گے ان کا لباس اسی قسم کا ہوگا۔ جو پاکستان کے عام مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مجھے یقین ہے کہ آج بھی امت محمدیہ میں ایسے اشخاص موجود ہیں جن کے اندر وہ صفات موجود ہیں۔ جن کا ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ جب ایسے مخلصین پاکستان کے سہارا ہوں گے۔ تو

پھر کب ہوگا

پاکستان میں رہنے والے ہر مسلمان اسلام کی عملی تصویر ہوگا۔ یعنی کوئی بے نماز نظر نہیں آئے گا۔ رمضان شریف میں کوئی مقیم (جو مسافر نہیں ہے) کوئی چیز بھی کھانا پینا نظر نہیں آئے گا۔ ہر صاحب نصاب سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔ بے روزگاروں کے لئے روزی پیدا کرنے کے وسائل مہیا کئے جائیں گے۔ اور جو کسی کام کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ انہیں محتاج خاندان میں بٹھا کر روزی۔ کپڑا۔ درانی وغیرہ چیزیں مفت دی جائیں گی۔ زکوٰۃ میں سرمایہ داروں سے نقد رقم وصول کیا جائیگا۔ بزازوں سے نقد رقم یا زکوٰۃ کی قیمت کا کپڑا وصول کیا جائے گا۔ بھڑ بھڑاں رکھنے والوں سے بھڑ بھڑاں وصول کی جائیں گی۔ لگائے۔ بھینس اور اونٹ رکھنے والوں

عبادت گاہ۔ تکبیر خانقاہ مسجد۔ مدرسہ محفوظ نہ رہ سکتا۔ بناؤ علیہ ضروری ہوگا کہ بدی کی طاقتیں خواہ کتنی ہی جمیع ہو جائیں قدرت کی طرف سے ایک وقت آئے جب نیک کے مقدس ہاتھوں بدی کے حملوں کی مدافعت کرائی جائے۔ اور حق تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی خود مدد فرما کر ان کو دشمنان حق و صداقت پر غالب کرے۔ بلاشبہ ایسا قوی اور زبردست ہے۔ کہ اس کی اعانت و امداد کے بعد ضعیف سے ضعیف چیز بڑی بڑی طاقت و دستوں کو شکست دے سکتی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کرنے والے کمزور بھی ہوں تو بھی جب اللہ تعالیٰ ان کی امداد فرمائے گا تو وہ کمزور طاقت والی جماعت طاقت ور جماعت کو شکست دے سکتی ہے۔

تائید

بہزہ نے شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا خلاصہ عرض کیا ہے۔ بعینہ یہی چیز قرآن مجید میں موجود ہے۔ قرآن تعالیٰ (کہ من فستہ قلیلۃ غلبت فستہ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابریں) سورۃ البقرہ رکوع ۱۷۷ ترجمہ :- بار بار بڑی جماعت پر چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے غالب ہوتی ہے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا شبیر

و ملاوت کے ساتھ نکلنے کو سب تیار ہوئے ہوں۔ اس نے تنقید کیا۔ کہ جو شخص ان او بے فکر ہو۔ وہی نکلے ایسے بھی مایوس ہزار نکلے۔ اس نے چاہا۔ کہ ان کو آزمائے۔ ایک منزل پانی نہ ملا۔ بعد اس کے ایک نہری۔ اس نے تنقید کیا۔ کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیوے۔ وہ میرے ساتھ نہ آوے۔ تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمی رہ گئے۔ باقی سب موقوف ہوئے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ملاوت کے تین سو تیرہ

یہ نسخہ اگر تم سے کسی جوڑو کو دیا گیا ہو۔ (۱۰۰) دیا

[illegible]

ہی ملکنا فی القنطر قدس "عدالت" ایک "ملکہ" کہا
 عنہا الافعال التي یقام نام ہے جس سے ایسے
 بہا نظام المدنیۃ والعی اعمال و افعال صادر ہوتے
 بسہولت ہیں کہ ان کے ذریعہ ملکی
 اور قومی انتظام یا سانی قیام پذیر ہوتے ہیں۔
 شہاء صاحب عدالت ایک ایسے ملک "گو کہتے ہیں کہ

ان تعقبات کے پیش نظر یہ کہا گیا ہے کہ

تبلیغ اسلام

(۲)

از جناب مولانا محمد بخش صاحب خطیب موصی لاہور

آجکل یہ خوبی سمجھی جاتی ہے کہ آدمی صلح کل رہے جس جگہ جاوے وہی ہی کہنے لگے کہ
باسلامان اللہ اللہ بارہم من رام
اسی کو کمال اور وسعت اخلاق سمجھا جاتا ہے
حالانکہ یہ غلط ہے۔ بلکہ جہاں امر بالمعروف وغیرہ قطعاً
مفید نہ ہو ممکن ہے کہ صرف سکوت کی کچھ گنجائش نکل
آئے (کہ ہاں میں ہاں ملانے کی) لیکن جہاں مفید
ہو سکتا ہے۔ مثلاً اپنی اولاد اپنے ماتحت اپنے مقتدی
و شاگرد۔ وغیرہ ہاں کسی طرح بھی یہ سکوت کمال اخلاق
نہیں بلکہ سکوت کرنے والا شرکا و عرفا خود مجرم ہے۔
حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے پیڑھوں
کو محبوب ہو اپنے بھائیوں میں محبوب ہو اور غلبہ یہ ہے
کہ دامن ہوگا۔

دین میں مداخلت بہت زیادہ ہو گئی ہے اندھ اصل
بات یہ ہے کہ قرآن مجید پر تو مرقا لگا
درجہ میں آئے حاجی کہتا ہوں تم مجھے مولوی
صاحب کہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جب ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے
تو تم بھی ہمارے عیوب پوشیدہ رکھو۔ اور خصوصاً
برادری کا خیال رکھو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اگر کسی جماعت توہم میں کوئی شخص گناہ کا ارتکاب
کرتا ہے۔ اور وہ جماعت و قوم باجمہ قنوت کے اس
شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے
پہلے دیتا ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔
یہ مسلمانوں کی تباہی کے اسباب اور روز افزوں بربادی
کی وجہ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کیا گیا
ہے کہ (کہہ تو خیر) اَلَا اِنَّ اللّٰهَ مُحَسِّنٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والے کو ہمیشہ نفع دیتا ہے۔ اور
اس سے عذاب و بلا کو مٹاتا ہے۔ جب تک کہ اس کے
حقوق سے لاپرواہی اور استغفات نہ کیا جائے۔ صحابہ نے
عرض کیا کہ اس کے حقوق سے لاپرواہی اور استغفات
کئے جانے کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے ارشاد
فرمایا کہ اللہ کی نافرمانیاں کھلے طور پر کی جاتیں اور ان
کے بند کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ارشاد نبویؐ
ہمارے لئے اپنے اندر ایک داستان عبرت
رکھتا ہے۔

آپ ہی القادس سے فرمائی کہ کیا اس زمانہ میں

اللہ کی نافرمانیوں کی کوئی حد ہے۔ برائیاں بڑھ رہی ہیں اور
نیکیاں کم ہوتی جا رہی ہیں۔ مسلمان اس لئے تبلیغ کرتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تبلیغ کرنے میں دراصل اپنا
بھی فائدہ ہے۔ جو بے ہوشے مسائل از سر نو ذہن میں
آ جاتے ہیں۔ جس طرح ایک چوکیدار رات کے وقت
یہ پکارتا پھرتا ہے۔ خبردار خبردار۔ لیکن لوگ خراٹے لے
کر سو رہے ہیں۔ چوکیدار کا کام خبردار کرنا۔ دوسرے
کے لئے نہیں ہے بلکہ اپنی غفلت کی اور غفلت کو دہر کرنے
کے لئے ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک مبلغ جب دوسرے
کو مسائل بتائے گا تو اس کا اپنا بھی فائدہ ہوگا اور سبق
تازہ ہو جائے گا۔ اس زمانہ میں لوگوں نے سمجھ رکھا ہے
کہ اسلام خود بخود پھیل گیا تھا۔ یہ بالکل غلط ہے تمام انبیاء
کرام اللہ اولیاء عظام نے سخت جان فحشانی کی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف تبلیغ کرنے کے
لئے تشریف لے گئے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ
متوہ تشریف لے گئے۔ جن کی کوشش سے بہت سے
لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ
نے ہندوستان میں ہندوؤں کو تبلیغ اسلام فرمائی جس
کی وجہ سے ننانوے لاکھ ہندو مشرف باسلام ہوئے۔
حضرت خواجہ صاحب چشت کے رہنے والے تھے۔
حضرت بہاؤ الحقؒ ذکر باطنی کا بانی تھے تشریف لائے۔
حضرت بابا فرید گنج شکرؒ دور دراز سے سفر کر کے انشت
اسلام کے لئے پاک پٹن میں قیام فرمایا۔ حضرت نظام الدین
اولیاءؒ نے دہلی میں اسلام پھیلایا۔ یہ صوفیاء کرام ہی کی
تبلیغ کا ثمرہ ہے کہ ہم لوگ مسلمان نظر آ رہے ہیں۔ ورنہ
کسی مندر میں جے جے کہتے۔ میرے خاندان میں
جو مشرف باسلام نہیں ہوئے وہ آج بھی خدا پرستی
کی بجائے بت پرستی کر رہے ہیں۔ حاجی عبدالرحمن
صاحب اتی نے اسلام لانے کے بعد نظام الدین دینا
میں سکونت اختیار کر لی۔ خود بھی حینت کی طرف جانے
کی کوشش کر رہے ہیں اور اپنے ساتھ ہندو سو
ہندوؤں کو بھی اسلام میں داخل کر کے اپنے ساتھ
لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تحفہ الہند کے
مصنف مالیر کوٹہ میں عید کے دن مشرف باسلام ہوئے
اور اپنے ساتھ کئی ہندوؤں کو کلمہ توحید پڑھا دیا۔
مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم نے تحفہ الہند ہی کو اکول
میں پڑھ کر اسلام قبول کیا اور دوسروں کو بھی دعوت
دی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-
حَیْزُ النَّاسِ مِنْ مِّنْ يَّبْنَعُ الْكُفَّارَ
(ترجمہ) لوگوں میں اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے
اللہ تعالیٰ علی الخیر کف علیلہ (ترجمہ) نیکی
کی طرف بلانے والا نیکی کرنے والے کے برابر ہے (جنتا لہ)
کرنے والے کو اتنا ہی ثواب رحمت دینے والے کے لئے ہوگا۔
تبلیغ چھوڑنے کی وجہ سے شدھی۔ سنگٹش۔ اور انداز۔
وہریت وغیرہ امراض دین بدن سرعت کے ساتھ پھیل
رہے ہیں۔ آج باطل قویں محرف کتاب۔ دوسرے کر
تبلیغ کرتی پھرتی ہیں۔

مبلغین کے لئے چند نصیحتیں ہیں جن میں چیز کی
دعوت دیں۔ خود اس کے حامل نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دوسروں
کو نصیحت کرتا پھرے اور خود مبتلا ہے معاصی ہے۔
حضور اکرم نے شب معراج میں ایک جماعت کو دیکھا
جن کے ہونٹ آگ کی مینچوں سے کرتے جاتے تھے۔
آپ نے دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں تو حضرت جبریلؑ
نے عرض کی کہ یہ لوگ آپ کی امت کے داعی و مقرر ہیں
دوسروں کو نصیحت کرتے تھے۔ خود عمل نہیں کرتے تھے۔
یہی وجہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں ہر روز جب کہ غلط تقریریں
ہوتی رہتی ہیں مگر بے سود۔ چند منٹ کے لئے واہ واہ
کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اَنَا مُرْمُوْنُ النَّاسِ بِالْاَسْوِیِّ
اَنْفُسُکُمْ وَ اَنْتُمْ تَنْتَوْنُ الْاَلْبَابَ اَشْلَا تَعْقِلُوْنَ
(ترجمہ) کیا تم حکم کرتے ہو لوگوں کو نیکی کا کام اور مجھ کو
ہو اپنے آپ کو حالانکہ پڑھتے ہو کتاب کیا تم سمجھتے نہیں
سورۃ بقرہ

(۲) زمی کے ساتھ لوگوں کی دعوت دے سخت حکم نہ
کرے۔ رسول رشیہ بادشاہ کو ایک واسطے سختی سے غلط
فرمایا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ مجھ سے بڑے کی طرف (ارشاد)
نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا اور کہا تھا۔ فَقَالَ
لَهُ قَوْلًا لَّیْسَ بِکَ لَکُمَا دَخِیْشِی (ترجمہ) تم دونوں
موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نرم بات کہنا۔

(۳) جماعت کے ساتھ کام کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ
(اے ایمان والو! اللہ سے اور سچوں کے ساتھ رہو)
يَتَّقِ اللَّهَ عَلَى الْجَمْعَةِ (جماعت پر اللہ کا اتنا ہے)
تبلیغی جماعت کے ساتھ کام کرنا چاہئے اور سیکھنا چاہئے۔
بغیر سیکھے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔ جماعت کے ساتھ
کام کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اگر آپ دوسرے
کو دیکھ کر کام کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ آپ میں محبت پیدا
ہوتی ہے۔ غرضیکہ جو چیزیں جماعت کے ساتھ حاصل ہوتی
ہیں وہ تنہا تبلیغ کرنے میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی ہیں۔
(۴) مبلغ کو خالص نیت کر کے اللہ کے رہنے میں ملنا چاہئے
اور کام کرنا چاہئے کیونکہ یہاں سے کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی
حدیث میں وارد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرماتے ہیں جو خالص انہی کے لئے کیا
گیا ہو غلوں کے ساتھ غلو عمل بھی کافی ہے اللہ تعالیٰ میں ہیں
کام کرنے کی تو ضیق مطافرتے۔ وَاَعْلِيَا اَلَا اَمْلَا

بقیہ نماز سکون پڑھنا

(حصہ ۲ سے آگے)

کمر کو ہلکا رکھنے کا یہ مطلب ہے کہ بہت سے جھگڑے اپنے پیچھے نہ لگاؤ۔ اور پیٹ کو ہلکا رکھنا ظاہر ہے کہ زیادہ میسر ہو کر نہ کھاؤ کہ اس سے کاپی اور سستی پیدا ہوتی ہے۔

موصوفیہ کہتے ہیں کہ نماز میں بارہ ہزار چیزیں ہیں جن کو حق تعالیٰ نے بارہ چیزوں میں منقسم فرمایا ہے۔ ان بارہ کی رعایت ضروری ہے تاکہ نماز مکمل ہو جائے اور اس کا پورا فائدہ حاصل ہو۔ یہ بارہ حسب ذیل ہیں: اول علم۔ حضور کا ارشاد ہے کہ علم کے ساتھ حقوق ادا عمل بھی جہل کی حالت کے بہت سے عمل سے افضل ہے۔ دوسرے وضو۔ تیسرے لباس۔ چوتھے وقت۔ پانچویں قبلہ کی طرف رخ کرنا۔ چھٹے نیت۔ ساتویں تکبیر تحریمہ۔ آٹھویں نماز میں کھڑا ہونا۔ نویں قرآن مندرجہ پڑھنا۔ دسویں رکوع۔ گیارھویں سجودے اور بارھویں انکسار میں ٹھیکنا۔ اور ان سب کی تکمیل اخلاص کے ساتھ ہے۔ پھر ان بارہ میں تین تین جزد ہیں۔ اول علم کے تین جزد یہ ہیں کہ فریضوں اور سنتوں کو الگ الگ معلوم کرے۔ دوسرے یہ معلوم کرے کہ وضو اور نماز میں کتنی چیزیں فرض ہیں اور کتنی سنت ہیں۔ تیسرے یہ معلوم کرے کہ شیطانی کس کس کو سے نماز میں رخنہ دیتا ہے۔ اس کے بعد وضو کے بھی تین جزد ہیں۔ اول یہ کہ دل کو کینہ اور حسد سے پاک کرے۔ جیسا کہ ظاہری اعتقاد کو پاک کر رہا ہے۔ دوسرے ظاہری اعضا کو گناہوں سے پاک کرے۔ تیسرے وضو کرنے میں نہ اسراف کرے نہ کوتاہی کرے۔ پھر لباس کے بھی تین جزد ہیں۔ اول یہ کہ حلال کی گمانی سے ہو۔ دوسرے یہ کہ پاک ہو۔ تیسرے سنت کے مطابق ہو کہ ٹخنے وغیرہ ڈھکے ہوئے نہ ہوں۔ تیسرا اور بڑائی کے طور پر نہ پہنا ہو۔ پھر وقت میں بھی تین چیزوں کی رعایت ہے۔ اول یہ کہ دھوپ۔ ستاروں وغیرہ کی خبر گیری رکھے۔ تاکہ اوقات صحیح معلوم ہو سکیں۔ (اور ہمارے زمانے میں تو اس کے قائم مقام گھڑی گھنٹے ہو گئے ہیں) دوسرے اذان کی خبر رکھے۔ تیسرے دل سے ہر وقت نماز کے وقت کا خیال رکھے۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ وقت گزر جائے اور پتہ نہ چلے۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت رکھے۔ اول یہ کہ ظاہری بدن سے ادھر متوجہ ہو۔ دوسرے یہ کہ دل کی حالت اور وہ دیکھتا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ دل کی حالت کو بھی دیکھتا ہے۔ پھر تکبیر تحریمہ کے وقت بھی تین چیزوں کی رعایت کرنا ہے۔ اول یہ کہ لفظ صحیح ہو۔ دوسرے

در پردہ بے پردگی

از ملک عبدالعظیم صاحب فیضی ساکن کراچی

جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لیا۔ ان کی وجہ سے آج ہماری گزشتہ اوقام عالم میں سر بلند ہیں۔ زمانہ حال کی جہادوں میں کیا گئی ہے کہ وہ اپنی مقدس خواتین کے نقشبند قدم پر چلنے سے عاری ہیں اس سوال کا جواب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ مغربی تہذیب نے ہمارے معاشرے کو بربادی کی اس قاز شاک پہنچا دیا ہے۔ کہ جہاں اندھیرے کے سوا کچھ نظر آنے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ آج بھی وقت ہے کہ اگر دیانت داری سے ہم اسلامی تعلیمات کو اپنائیں تو اس بربادی سے نجات ہو سکتی ہے۔ آج ہماری قوم کا معیار شرافت بھی بدل چکا ہے جن خاندانوں کے پاس دولت کی افراط ہے انہیں شرفاء کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے اور جن خاندانوں میں بے پردگی ہے انہیں ترقی یافتہ اور تہذیب کے متوالے (ADVANCED) کہا جاتا ہے کہنے کو تو یہ لوگ برفہ کو پردہ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ موجودہ برفہ ان کے فیشن کا اہم جزو ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ موجودہ برفہ میں جس قدر عریانی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے وہ بغیر برفہ کے ہرگز ممکن نہیں۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

پیشتر اس کے کہ میں مضمون کی ابتدا کروں قارئین کی خدمت میں اتماس ہے کہ میں کوئی تجربہ کار ادیب نہیں ہوں۔ اور نہ ہی شرعی مسائل میں مجھے چندال دسترس حاصل ہے۔ صرف موجودہ حالات سے متاثر ہو کر چند باتیں گوش گزار کر رہا ہوں۔

”پردہ“ جس کے لغوی معنوں اور اہمیت سے ہر شخص آگاہ ہے۔ آج سے تیرہ سو سال پہلے صحیح معنوں میں اس کی پابندی کی گئی۔ اور اس وقت کی نسلاں نے اس سے صحیح فائدہ اٹھایا۔ اور غیرت۔ حیثیت۔ شرم اور حیا کی صحیح ترجمانی ہوتی رہی۔ لیکن رفتہ رفتہ لوگوں کے کہنے کے مطابق کہ زمانہ ترقی کرتا گیا (میں تو اسے تنزیل سمجھتا ہوں) پردے میں رقعہ بدل ہوتا گیا حتیٰ کہ تمام دنیا نے مغربی تہذیب کا لباس ادا کر دیا۔ اور پردہ اس وقت برائے نام ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ بعض تنگ نظر لوگ پردے پر تنقید کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ پردے میں عورت انسانیت کی خدمت نہیں کر سکتی۔ برفہ میں عورت مرد کے دوش بدوش چل کر ملک و ملت کی صحیح خدمت نہیں کر سکتی۔ اسلامی تاریخ اٹھا کر دیکھئے پتہ میں رہتے ہوئے ان خواتین نے کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ اور کس طرح مردوں کے دوش بدوش

ہاتھوں کو کافوں تک اٹھائے (گویا اشارہ ہے کہ اللہ کے ماسوا سب چیز کو پیچھے بھینک دیا) تیسرے یہ کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کی بڑائی اور عظمت دل میں بھی موجود ہو۔ پھر قیام یعنی کھڑا ہونے میں بھی تین چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ نگاہ سجودے کی جگہ رہے۔ دوسرے دل سے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خیال کرے۔ تیسرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ جو شخص نماز میں ادھر متوجہ ہوتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بڑی مشکل سے دربانوں کی منت سہج کر کے بادشاہ کے حضور میں پہنچے اور جب رسائی ہو اور بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ ایسی صورت میں بادشاہ اس کی طرف کیا توجہ کرے گا۔

پھر قرائت میں بھی تین چیزوں کا لحاظ رکھے۔ اول صحیح تمثیل سے پڑھے۔ دوسرے اس کے

معنی پر غور کرے۔ تیسرے جو پڑھے اس پر عمل کرے۔ پھر رکوع میں بھی تین چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ کمر کو رکوع میں بالکل سیدھا رکھے نہ پیچا کرے نہ اونچا (طللہ) لکھا ہے کہ سبز کمر اور سر میں تینوں چیزیں برابر رکھے۔ دوسرے ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر چوڑی کر کے کھنڈوں پر رکھے۔ تیسرے تسبیحات کو عظمت اور وقار سے پڑھے۔ پھر سجودے میں بھی تین چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ دونوں ہاتھ سجودے میں کاڑھ کر برابر رہیں۔ دوسرے ہاتھوں کی کہنیاں کھڑی رہیں۔ تیسرے تسبیحات کو عظمت سے پڑھے۔ عظمت کے ساتھ معنوں کی رعایت کرے۔ تیسرا پڑھے کہ اس میں حضور پر سلامت مومنین کے لئے دعا ہے۔ پھر فرشتوں پر اور دلائل میں جو لوگ ہیں ان پر سلام کی نیت کرے۔ پھر اخلاص کے بھی تین جزو ہیں۔ اول یہ کہ نماز صرف اللہ کی خوشنودی مقصود ہے۔ دوسرے یہ سمجھے کہ اللہ ہی کی توفیق سے یہ نماز ادا ہوئی۔ تیسرے اس پر ثواب کی امید رکھے (باقی صفحہ ۱۵ پر)

آئین قرآنی کا مطالبہ

جمعیتہ علمائے اسلام ملتان کے جلسہ کی رٹاد

قرارداد

”جمعیتہ علمائے اسلام ملتان کے زیر اہتمام ۲۲ دسمبر ۱۹۵۵ء بروز جمعہ ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مخدوم مرید حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ غوثیہ منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی۔ مقررین میں صاحب صدر کے علاوہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب ناظم جمعیتہ علمائے اسلام ملتان، حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ناظم اعلیٰ تحفظ ختم نبوت پاکستان، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ناظم اعلیٰ تعلیم و تہذیب و ثقافت، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نائب صدر جمعیتہ علمائے اسلام پاکستان قابل ذکر ہیں۔“

حضرت مولانا عبدالغفار صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ صاحب صدر نے دستور اسلامی کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے برسر اقتدار طبقہ کو متنبہ فرمایا کہ مسلمان کتاب و سنت کی بنیادوں پر مرتب شدہ دستور کے سوا کسی دوسرے دستور کو قبول نہ کرے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مخلوط انتخاب دھڑوں والے نظریہ کے سر امر خلاف ہے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ اب عوام کا فہرہ یہ ہونا چاہئے ”اے کے رہیں گے قرآنی نظام۔ دینا پرستے کا قرآنی نظام“ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری نے حکومت وقت سے فرمایا۔ کہ آپ لوگوں نے قیام پاکستان کے وقت قوم سے ووٹ لے کر انہیں دستور اسلامی کی جنس دینے کا وعدہ کیا تھا۔ جنس اچھی تھی یا ناقص۔ قوم سے رز تباؤ نہ ہونے کی وصول ہو چکا ہے۔ اس وقت امر کی برطانوی وغیرہ نظام کی سب جنسیں موجود نہیں۔ مگر قوم سے سیدنا نظام اسلامی پر کیا گیا تھا۔ اب اگر آپ سوزے سے مخوف ہونا چاہتے ہیں۔ تو کرسیاں خالی کر دیں۔ قوم خود نئے انتخابات کر کے نیا دستور بنائے گی۔ یا آپ وعدہ جلد پورا کر دیں۔ آپ نے تمام دینی جماعتوں سے اپیل کی کہ وہ دستور اسلامی کی ہم کو تیز سے تیز کر دیں۔ آخر میں آپ نے عوام سے فرمایا کہ آپ اپنے اندر ہلکوار پیدا کر دیں گے تو دستور اسلامی کامیاب ہو گا۔ ورنہ بننے کے بعد بھی وہ بیکار رہتا رہے گا۔

اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے مندرجہ ذیل قرار داد پیش کی۔ جس کی تائید مفتی محمد شفیع صاحب نے فرمائی۔ قرار دے اتفاق رائے منظور ہوئی :-

آئے دن اخبارات میں خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ کہ جرائم بڑھ رہے ہیں۔ جرائم کی میں بڑھتی ہوئی رفتار کی کیا وجہ ہے؟ ان تمام خواہشوں کی وجہ ہمارے معاشرے میں مذہبی تعلیم سے بے تعلقی ہے۔ آج کل کے نوجوان مذہب کی ترقی کے راستہ میں حائل خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ مذہب ہی انسان کو انسان بناتا ہے۔

آج کل کراچی کے ایک روزنامہ ”جنگ“ کے کالموں میں اسی پروردہ کے متعلق کافی دنوں سے چند حضرات کے درمیان بحث و تہجد کا سلسلہ جاری ہے جن میں چند پاکستانی ترقی یافتہ (جو کہ اصل میں تنزل کی گہرائیوں میں اترنے کی کوشش کر رہے ہیں) غور اتنی بھی شامل ہیں۔ پروردہ کے خلاف اور شرعانی حقوق کے حق میں اس قدر بے ہودہ دلائل پیش کی جا رہی ہیں کہ اسلام سے معمولی تعلق رکھنے والا بھی ان کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ان خواتین کے دلائل کو پڑھ کر دل کی آواز دھڑکی جیتا ہے۔ کہ ہماری قوم کے اس بے ہوشی کا یہ حال ہے جس پر آئندہ نسلوں کی ہیجود کی اور پروردہ پر اور افزائش نسل کا انحصار ہے! اس کے علاوہ یہ داستان اس حد تک دردناک ہے کہ اس پر غور کے آئندہ بھی رہائے جائیں تو کم ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا

میں شامل کر دیا جائے۔ جیسے کہ سابقہ دستور ساز اسمبلی منظور کر چکی ہے۔ لیکن ایسی مؤثر دفعات کو لازماً دستور کا جزو بنایا جائے۔ جس سے عاقلانہ کے جائز حقوق (مثلاً عدلیہ کا انتظامیہ سے بہرہ و جوہ آزادی۔ آزادانہ انتخابات۔ شہری آزادی کا خاطر خواہ تحفظ) کا نقیب ہو سکے۔ نیز عدلیہ عام ارکان دستور پر اور ارباب اقتدار کو متنبہ کرنا ہے کہ اگر انہوں نے پاکستان کی بنیاد پر قومی نظریہ کو نظر انداز کرتے ہوئے مسلمانان پاکستان کی آرزوئیں کے خلاف کوئی ایسا دستور مسط کرنے کی کوشش کی جو مخلوط انتخاب جیسے انتشار آفرین نظریہ پر مبنی ہو یا جس میں سابقہ دستور پر کی منظور کردہ اسلامی دفعات کو ملحوظ کر دیا گیا ہو یا حکومت کے طے شدہ نام جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کو بدل دیا گیا ہو تو یہ پاکستان کے ساتھ غداری اور لہجائے ملک کے لئے منہ پر کاری ہوگی۔ جسے ملت اسلامیہ کسی صورت میں برداشت نہیں کرے گی۔“

آخر میں دعا کی کہ اگر ملت کے برسر اقتدار طبقہ کو پاکستان کو آئین اسلامی کے نوریہ صحیح معنوں میں اسلامی مملکت بنانے کی توفیق عطا فرماتے اور اس کے بعد ہر طبقہ کو ختم ہوا۔

بقیتہ در پردہ بے پردگی

ہے۔ کہ اگر اس بڑھتی ہوئی بے جا بے ہودگی کا کوئی علاج بھی ہے یا نہیں؟ ہر روزی شہر انسان کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہم تو دنیا میں بڑی چیز ہو رہے ہیں۔ ان امام برائیوں کا علاج جو آج ہمارے معاشرے میں بڑھ چکا ہے۔ ہمیں سوائے تعلیم دین کے کوئی دوسرا خوف خدا کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہم میں سے ہر فرد خواہ وہ دولت ہو یا مردانہ اپنا مذہب بچانے اور اسلامی تہذیب سے شفقت رکھے۔ اگر صحیح معنوں میں ہمارے یہ نام نہاد ترقی یافتہ لوگ اسلامی تعلیمات کو اپنائیں تو کسی کو یہ جرائم نہیں ہو سکتی کہ وہ ہر مذہب کے خلاف بغاوت کر سکیں۔

حکومت کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ جلد از جلد قرآن کریم کے مطابق اسلامی آئین نافذ کرے کہ موجودہ بھائی اور جرائم کی بڑھتی ہوئی رفتار کا سد باب کرے۔ آخر میں بارگاہ ربوبیت میں میری یہ دعا ہے کہ یہ ہمیں عطا مستقیم رکھے۔ اور نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے آمین ختم آمین!

قرآن اسلام نے سچا تھا ضروری مجموعہ شمع ناموس کو نافوس کی جانب کیا ہے

(درآمد)

سفر نامہ ارض مصر

۲۴ مصر سے مکہ معظمہ

از خان عبدالحمید خان آف فائرنگ سیکرٹری لاہور

لاہور کی روانگی
لاہور کی روانگی
لاہور کی روانگی

جہاز ایئر پورٹ
جہاز ایئر پورٹ
جہاز ایئر پورٹ

کھڑے ہوئے
کھڑے ہوئے
کھڑے ہوئے

کھڑے ہوئے
کھڑے ہوئے
کھڑے ہوئے

کھڑے ہوئے
کھڑے ہوئے
کھڑے ہوئے

کھڑے ہوئے
کھڑے ہوئے
کھڑے ہوئے

جہاز سے اترتے ہی ہمارا سامان ہینچاٹا۔ اپنے گھر
لے جا کر کھانا کھانا اور برطانیہ ہولٹ اور کمرشل
سٹورز کے پاس کے بعد خود ہی ہیں کہ مسئلہ ہینچاٹے کا
انتظام کرتا۔ صبح سے اب تک کچھ کھانا پکانا تھا۔ جو یہاں
میں دو بریانی بھجیلیاں اور ایک روٹی خرید کر پیٹ کی آگ
کو تھڑا کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد پھر وہیں بیٹھ کے
سر جاپوٹ سے کیونکہ ہمارے پاسپورٹ درج ہو کر وہیں کے
پاس پاس کرتے تھے۔

پاسپورٹ کا پلاسٹک کوور غائب

یہ ہندوستان کے پہلے دنوں میں اور کچھ عرصہ سے ان کے
ہاں ملازم ہیں۔ ایک کو چھپتے یا رہنا یا۔ جو دفتر منظم ہے
ہمارے پاس پاسپورٹ لے آیا۔ ہمارے پاس پاسپورٹ نہایت
عزیز پلاسٹک کے کوور میں تھے۔ دباؤ سے پلاسٹک کا پلاسٹک کو
غائب تھا۔ غائب پاسپورٹ آفس والوں کو کیا ہمارے چلتے
یا کہ پسند آگیا ہو اور اس نے رکھ لیا ہو۔ اب یہ پاسپورٹ
اسم کے وکیل کے ہاں درج ہونے تھے۔ جس کا ہر ایک ہنگام
فرحان سے کم رعیت نہ رہتا تھا۔ بہت عرصہ ہی گزرا کہ
معلوم ہوا ایک اور کوور غائب ہے جسے وکیل صاحب کے
ایک اہلکار نے میز کے دراز میں چھپا دیا تھا۔ لیکن طلب کرنے
پر تھوڑی سی زبردستی کے ساتھ وکیل کو دیا۔

حاجیوں کی درگت

وکیل صاحب کے ہاں
وکیل صاحب کے ہاں
وکیل صاحب کے ہاں

وکیل صاحب کے ہاں
وکیل صاحب کے ہاں
وکیل صاحب کے ہاں

وکیل صاحب کے ہاں
وکیل صاحب کے ہاں
وکیل صاحب کے ہاں

کہ یہی کسٹم ملا ہوگا۔ بڑی مشین سے اپنی طرف مڑو
کیا۔ انھوں نے بڑی عربی کی اور سامان کو لے کر
حکم صادر فرمایا۔ صرف دو سوٹ کیس ہمارے ساتھ تھے
مکمل کو سامنے رکھ دیئے۔ وہ صاحب بجائے سامان
معائنہ کرنے کے کبھی اور دیکھتے تو نہیں اور کبھی متصل
پارچہ جات کو الٹ پیٹ کر غائب کرتے اور کبھی ہماری طرف
دیکھتے آخر ایک ہوائی کمپنی کے انگریزی فولڈر کو
ان پر ایک ایک سامتی مترجم کے ذریعے ہم سے دریافت
کرنے لگے کہ یہ کیا ہے؟ ان کی یہ تمام حرکات اور
گرہہ شعل آگیاں بتا رہی تھیں کہ اگر جلد ہی خلاصی کرنا
چاہتے ہو تو کچھ نذرانہ پیش کرو۔ لیکن پچھلے ہی قدم پر
اور وہ بھی اس پاک سرزمین میں طبیعت نے رشوت
دینے سے گریز کیا۔

وکیل صاحب

وکیل صاحب
وکیل صاحب
وکیل صاحب

وکیل صاحب
وکیل صاحب
وکیل صاحب

وکیل صاحب
وکیل صاحب
وکیل صاحب

وکیل صاحب
وکیل صاحب
وکیل صاحب

وکیل صاحب
وکیل صاحب
وکیل صاحب

وکیل صاحب
وکیل صاحب
وکیل صاحب

وکیل صاحب
وکیل صاحب
وکیل صاحب

وکیل صاحب
وکیل صاحب
وکیل صاحب

وکیل صاحب
وکیل صاحب
وکیل صاحب

وکیل صاحب
وکیل صاحب
وکیل صاحب

وکیل صاحب
وکیل صاحب
وکیل صاحب

جس پر ہم نے کچھ رقم ایک چھوٹے بیڈ بیک میں قرض کر کے انھیں اسی طرح سیف میں رکھنے کے لئے دے دیا اس سے فارغ ہو کر ہمارا سامان معلم صاحب کے مکان کی اوپر کی منزل میں رکھ دیا گیا۔ جہاں قافلین گرمی کی شدت کو دوپہن کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد حاجی دین محمد صاحب مالک ایم اے ایس کمپنی لاہور سے ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے معلم کو کہہ کر ہمیں کھانا بھجوا دیا۔ اور ہم تیار ہو کر ملاقات سے مصفا مراد کے لئے گئے۔

حرمین الشریفین میں حاضری
الحمد للہ کہ اس صحبت ہمارے جو مسافر شریفین کے باوجود ہم جب حرمین الشریفین میں داخل ہوئے تو تینوں پر رقت طاری تھی۔ ہنس بولے بیچارے کے عالم میں رہاں تھے۔ ٹھنکیاں بندھ رہی تھیں۔ طواف سنی سے فارغ ہو کر حرم شریف میں داخل ہو کر قبیلہ و کعبہ حضرت خالد بن ولیدؓ مولانا مولوی فیروز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اشتادہ آج سے چھیالیس برس پہلے انھوں نے کھے تھے۔ حجاز کی صورت میں پڑھنے سے مشغول تھے۔

اعترافِ گناہ

اے خدا نے کار ساز ہوئے نیانے
اے سر پایا جو اے دانائے ساز
جس کا تورب ہو محمدؐ ہو رسول
کیوں ہو پھر دنیاؤ دیں میں وہ طویل
کیوں یہ سرکش نفس ہے اتنا دنی
فاسق و فاجر گنہگار و غبی
ظالم و جالب سر میں بے دخل
پُر معاصی مفلس علم و عمل
ماجرو بے قدر و کم بین و تباہ
لفو و آشفختہ دل و سینہ سیاہ
ناخوان و خستہ جان و بس نزار
موسپید و زرد سیاہ و ہیکار
خود غرض خود بین خود راو شراب
پُر جفا و پُر خطا عصیاں تاب
لیکن نمازیں بھی تو بے ذوق خدا
گر رکھا روزہ تو وہ بھی ناصبوا
بے عمل و عفت و نصیحت گم کیا
یہ نہ دل اپنا کبھی یک شو ہوا
ورد میں بیٹھا تو گویا سر بسر
بر زباں ریشیج و در دل کاؤخو
عیب اپنے ہوں غرض کیا کیا بیاں
ہرم لاکھوں اور اک بیکدر جاں
یاں گر شاہد ہے تو ہی اسے غفود
تیری رحمت پر ہی اتنے ہیں طرود
اس قدر لافظو کا ہے یقیں
جرم ہی گویا کیا کوئی نہیں

کس قدر ہے مہربانی یہ تیری
اپنے احمدؑ کا بنایا امتی
اس پر اھٹا بھی سبھی بخشے درست
اور حوائل ظاہری بھی چاک و چھت
کھانے پینے رہنے سنے کو سدا
جو بھی کچھ چاہا کیا تو نے عطا
جب کوئی آیا مرض تو دی دوا
غم کوئی آیا تو بھٹ سن لی دعا
الغرض تو نے تمام امداد کی
ماٹے پر میں نے نہ تیری یاد کی

دعا

پس ابھی اب بھی تھا وقتِ اخیر
دین اور دنیا میں رہیو دستگیر
یار الہا صدقہ اپنی ذات کا
صدقہ اس لافظو کی بات کا
لَحْمًا لِّلْعَالَمِیْنَ کے واسطے
اس شفیع المکین کے واسطے
جنش دے اپنی محبت کا سرور
میں نہیں کچھ مانگتا حور و قنور
عشق حقانی ہو دل پر حبسہ گور
جائیں مٹ دنیاؤں کے سب خطر
آگ ہو عشق رسول اللہؐ کی
سینہ آفتِ خستہ میں لگی
جنش دے چھوٹے بڑے میرے گناہ
نفس و شیطاں سے مجھے دے پناہ
رنج مائے دنیوی سے دے نجات
جائے بن بگڑی ہوئی ہر ایک بات
رکھ میری اولاد کو بھی شاد کام
دین اور دنیا میں ہوتا نیک نام
یا حیدر یا حمید کیا سر شہین
دین و دنیا میں انھیں کچھ وجوہ
میرے ماں باپ اور خریشانِ قریب
بہرہ ور ہوں رحمتوں سے یا مجیب
دل میں بھر جائے مرے سوز و گھناؤ
پہنچوں پھر حرمین میں یا صد نبیان
ہوں مشرف میں حرم پاک سے
اور حضور صاحب لولاک سے
سرور عالم کے جب پہنچوں حضور
ایں محبت سے بلا اپنے حضور
جان و دل دونوں کروں نذر رسولؐ
آفتیں دنیا کی ساری جاؤں بھول
زوتے اندر پر پڑھوں لاکھوں درود
دیکھ لوں آنکھوں سے شہد اور شہود
غیب پر میرے حرمے دستِ نبی
روح کو مل جائے تازہ زندگی
گرچہ ہے فوجی خدمتِ حرم و گناہ
پر نہیں کم اس کے بچہ تیری پناہ

ایک تو زیارتِ حرمین اور دوسرے ان اشعار کا اثر
تھا کہ طبیعت کو قدرے سکون نصیب ہوا۔ یہاں سے
معلم کے مکان پر جا کر احرام کھول دیئے۔
اگلے دن بعد دوپہر معلم عمر اکبر صاحب سے ملاقات
ہوئی۔ خود اچھے مشاعرے اور سنس راوی ہیں۔ لیکن یہ کچھ
میں نہیں آتا کہ جب ان کے پاس اس قدر عاجیوں کے
رکھنے اور ان کی دیکھ بھال کا خاطر خواہ انتظام نہیں تو
وہ کیوں ہجر امیران بن کر عاجیوں کی پریشانی کا باعث
ہوتے ہیں۔

گرمی کی ایک رات
واپسی پر سب کمرے پر
پہنچے تو ایسا معلوم ہوا
تھا کہ کسی تنور میں داخل ہو رہے ہیں۔ لیکن نہ جلتے نہ بجتے
جالتے نہ دنوں والا معاملہ تھا۔ معلم صاحب سے پہلے کے پکے
کے لئے کہا ہوا انہوں نے منگو اتو دیا۔ لیکن وہ درست تھا
جہاں پر قدم پر ٹھانگیاں پان رہ گیا وہاں رہ گیا
قافلین گرمی کی شدت کو اور نیز کمرے سے آتے
ہوئے احرام نیچے بچھا دئے۔ اور تمام رات سپینوں پر
پسینے اور کھجور کروی۔ صبح کی نماز کے لئے گرم فرمایا
گئے۔ واپسی پر معلم صاحب کے صاحبزادے نے کہا
مہربانی ہو جہاں تپاٹے پیش گئے۔ اثبات میں کتاب یا
گفتہ پھر منتظر کے مہربانی جانے کی ایک جھڑکی پر کچھ
آگئی۔ جسے منالی ہیٹ سن کے نیچے اتارنا پڑا۔
یہاں پھر جانا معلم عبداللہ ان غازی رو رو کر یاد آیا۔
بس کے ہاں سے گرہ دم ایک بڑی روغنی روغنی۔ دو
فرانی آٹے اور مٹائی دار چائے و مرانا بلا طلب آجانی تھی
عاجیوں کی رہائش گاہ
معلم کا مکان ایک کچی
میں واقع ہے اس
کچی میں دو گھر سے ہوئے مکان تھے۔ جن میں کوادارہ
گتوں کا سکین تھا۔ ان گتوں میں کسی کو فاج تھا۔
تو کوئی تھے کر کے وہاں گندگی پھیل رہا تھا۔ اس ماحول
میں حاجی بیچارے نالیوں کے اوپر بستر بٹا کر اپنا وقت
کاٹ لیتے ہیں۔ جن کے بسترؤں کے آس پاس اور
بعض دفعہ اوپر سے گتے چلتے پھرتے رہتے ہیں۔
اور وہیں بول بول کر جاتے ہیں۔ عام حاجیوں کے
لئے بھی بول و راز کا کوئی خاص انتظام نہ تھا۔
اور وہ بے پائے بہت تکلیف اور پریشانی کی حالت
میں رہتے۔ جسے وہ نص اس لئے برداشت
کرتے ہیں کہ فرجید ج کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان
کا لیف کو بھی موجبِ ثواب سمجھتے ہیں

اصلاح حال پر
چونکہ حاجی ان مقامات
مقدس میں فریضہ حج کی ادائیگی
کے لئے جاتے ہیں۔ اس
لئے وہ حکومتِ پاکستان کی
نہیں پہنچاتے۔ بلکہ حتی الامکان انہیں سب رو قس سے روکتا
کرتے ہیں۔ اگر یہ سب مل کر اپنی تکلیف کا اعذار منظم طریقہ
کے کوئی تدبیر کیا آہستہ آہستہ کچھ کچھ ہنری کی صورت
پہنچا ہو سکتی ہے۔ مگر ان کے کارزار سے ان کی پریشانی

بقیتہ شذرات

تعلیق سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ یہ
مذہب کی دوستی اچھی نہ اچھی دینی اچھی

اشیائے خوردنی میں ملاوٹ

گزشتہ سہفتہ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ لاہور کارپوریشن کے عہدہ اور پولیس نے اکبری منڈی کی ایک دکان پر چھاپہ مار کر لیکر کی چھال کی نو پوریوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ چھال چائے کے ڈبوں میں حا کر فروخت کی جاتی تھی۔ پولیس نے منڈی کے پتوں پر بھی قبضہ کیا ہے۔ ان پتوں کو رنگ کر چائے میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ کارپوریشن کے معلقہ حکام کا خیال ہے کہ اس قسم کی چائے زیادہ تر مغربی پاکستان کے سرحدی علاقوں میں بھیجی جاتی ہے۔ انسان کی جسمانی صحت کے لئے صحت ساری چیزوں کی ضرورت ہے۔ ان میں خوراک کو بہت اہم وجہ حاصل ہے۔ انگریزی اقتدار سے چلے اشیائے خوردنی کی ارزانی تھی اور وہ خالص تھی تھیں۔ اس کا نتیجہ تھا کہ اس ملک کے باشندے بے حد تن آندہ اور صحت مند ہوتے تھے۔ انگریز حکومت میں اشیائے خوردنی دن بدن گراں ہونے لگیں۔ حتیٰ کہ دوران جنگ میں بعض اشیاء کا راشن کرنا پڑا۔ آخر سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ مگر راشن کی نعمت اب تک ختم نہیں ہوئی۔ اشیائے خوردنی میں حادثہ انگریز کی دورانیہ نعمت ہے۔ وہ اگر چاہتا تو اس نعمت کو ختم کر سکتا تھا۔ مگر اس کا غفلت تو تھا کہ اس جوہر (مندہ پاکستان) کے باشندوں کو جسمانی لحاظ سے آغا کر دیا جائے کہ یہ اس کی حکومت کے لئے کوئی خطرہ نہ بن سکیں۔ اس نے اس جرم کے اسناد کے لئے پورے ایکٹ ہانڈ کیا۔ جس میں ایسے سنگین قومی جرم کی معمولی سزا تجویز کی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب تو کھانے پینے کی کوئی چیز خالص نہیں رہی۔ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کر نوالے میں بڑے قومی غدار ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ان کو برسر عام صحت سے سخت سزائیں دیکر اب تک اس جرم کا خاتمہ کر دیا جاتا۔ مگر اب تک کوئی مؤثر اقدام نہیں کیا گیا۔ سارا قومی حکومت اب فرض ہے کہ وہ اس مرض کا کوئی نہ کوئی علاج سوچے۔ جرم بہت سنگین ہے لیکن اس کی سزا اتنی معمولی ہے کہ جرم مرعہ بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی دالا معاملہ ہے۔ سال یا سچہ نام کے جرم ہونے سے یہ جرم ختم نہ ہو گا۔ اس کیسے غور

اخبارات تک مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ اس بارے میں اپنا موقف واضح کرے کیوں خاموش ہے۔ امریکہ کی خاموشی کے بارے میں پاکستان کی دستوریہ بھی گمبھ کر چکی ہے۔ یہ چیز واضح ہے کہ غیر پر مجبور کرنے والے ہمیشہ پیشانی ہوتے ہیں۔ ہمیں اس چیز کا شدید احساس ہونا چاہئے۔ کہ اگر پاکستان کے صلیف ممالک فقط ایک بیان سے اشتراکیہ کی قابل خدمت بیانات کی تردید کی جرأت نہیں رکھتے تو ان سے اور کیا امید ہو سکتی ہے۔ حکومت پاکستان کو اپنی خارجی پالیسی میں بہت حد تک محتاط ہونا چاہئے۔ اور امریکی اور برطانوی ممالک کی انہما جھند

کہتے ہیں اور ان کے نام کے تمام فی خطوط بھی دیتے ہیں یہ کنوینینٹ حاجی گیمپ۔ ریل کے ڈبوں۔ جہاز۔ مسافر خانہ۔ غرضیکہ ہر جگہ ہوتی ہے۔ بہت سے عقیدت مند اپنا مال و متاع بھی ان کے سپرد کر دیتے ہیں اور خود بے دست و پا ہو کر ان کے غلام بن جاتے ہیں۔

ایک دن حاجی قادم حسین صاحب ساکن مڑنگ لاہور جو ہر سال پنجاب کے کئی عازمین حج کو ساتھ لے جاتے ہیں حاجی دین محمد صاحب ملک خرم ایچ ایم ایس اینڈ کمپنی لاہور کے ساتھ مسابین الحاج کے ذکر خیر میں ایک خطم کا ذکر فرما رہے تھے کہ وہ حاجیوں سے بات تک کا رعا دار نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی کسی امر کی شکایت کرے تو "او کٹے دور" ہو جائے کہہ کر باہر نکال دیتا ہے۔ اس جگہ مجھے عربی کی ایک نخل رحمۃ اللہ تعالیٰ علی نباش اول ما را کھجی۔ جس کی شان نزول یوں بیان کی جاتی ہے کہ کسی شخص میں ایک کھن چور رہتا تھا۔ وہ گناہ و فحش کر جاتے تھے رات کو ایک گڑھی کے ساتھ لوہے کی کھوئی لگا کر قبر میں سے اس کا کھن نکال لیتا۔ اگلے دن لوگ جب یہ واقعہ دیکھتے تو اسے بہت جڑا بھلا کہتے۔ اتفاقاً یہ کھن چور مر گیا تو اس کی جگہ ان کے شاگرد رشید نے سنبھال لی یہ حضرت کھن انار لینے کے اللہ مردے کی متعین ایک ڈنڈا بھی گھسیٹ دیا کرتے۔ لوگوں نے جب یہ حالت دیکھی تو بے اختیار کہہ اٹھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علی نباش اول ما را کہہ لے۔ کہ خدا پہلے کھن چور بہا ہی رحمت نازل فرمائے۔ یہی حالت ہمدانی ان معین کے بارے میں تھی اور وہ کہ اپنا سابقہ معلم عبد الرزاق فارسی یاد آتا تھا چنانچہ میں ان سے ملاقات کرنے کو بے موقی مجھ کو سلام کہنے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی ریاں بطور مقدمہ پیش کئے، بڑے تھک سے پیش آئے اور منہ سے اور سچ سے ماطرہ اسٹیک کی۔ خدا انہیں خوش رکھے۔ (باقی باقی)

تجربہ کرنے پر مجبور کئے جاسکتے ہیں۔ مجھ میں نہیں آتا کہ معقول کی اکثریت سوائے حاجیوں کو ٹوٹنے لکھنے کے کیا کر سکتی ہے۔

اوتو شین گم است کہ از سری گند
اکثر معقولان
واقف نہیں ہوتے۔ مجبور ہنگاموں کے فیصلے حاجیوں کے قافلے جیڑ بکری کی طرح طواف دسی کے لئے لے جاتے اور بی ہوئی دعائیں انہیں پڑھوانے ہیں۔ انہیں خود خبر نہیں کج کس طرح سے ادا ہوتا ہے اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تو سے فیصدی محض اپنے نہیں تیرے باعث اللہ تعالیٰ سے قبولیت حج کا اجر ہاتے ہوں گے۔ ورنہ ان معین کے ہاتھوں تہ حجاج کی جو درگت بنتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کس جگہ کتنا عرصہ قیام چاہئے۔ نمازیں کس طرح پڑھنی چاہئیں۔ بولنے پندہ آدمی کے باقی کون بتا دیتا ہے اور نہ ان چھاپوں کو خود کچھ پتہ ہوتا ہے۔

رسالہ ہدایات حج شائع کردہ حکومت پاکستان

مشتق ایک چھوٹا سا رسالہ منبر ان مفصل ہدایات برائے حج شائع کر دیا اور خود کو فرض کی ادائیگی سے سبکدوش سمجھ لیا اس رسالے میں اسٹیم معین کے نام درج کر کے پاکستانی حاجیوں کو ان میں سے کسی ایک معلم کو منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ یہ پارسے حاجیوں کو کیا علم کہ انہیں کس معلم کو انتخاب کرنا چاہئے۔ نہ اس میں تعلیم کے بارے میں کوئی معلومات درج ہیں اور نہ ہی کچھ اور۔ کیا حکومت پاکستان یا ان کی ایجنسی کے کارکنان نے ان معین کے بارے میں کبھی خود کوئی تحقیق و تحقیق کی کہ یہ معاملے کے کیسے ہیں۔ دینداری اور امانت دہانت میں ان کا حال کیا ہے۔ ہر ایک معلم کے ہاں تھپوں کی رہائش کے لئے کیا انتظام و انصرام ہے۔ وغیرہ وغیرہ اگر ایک ایک معلم کے ہاں عمر اکبر صاحب کی طرح چھ چھ سو حاجی چلے جائیں اور ان کے ہاں چالیس پچاس کے لئے بھی مشغول جگہ نہ ہو تو اس کا ذمہ دار کون ہے۔ حکومت پاکستان یا حکومت سعودیہ نے اس امر کی کیا گارنٹی کہ کسی جگہ ہر حاجی کو اس کے منتخب کردہ معلم کے ہاں مناسب جگہ مل جائے گی

حکومت کا فرض
حکومت پاکستان اور سعودی حکومت کے دوران میں معین کی رہائش کا ہول اور انتظامات کو خود دیکھیں۔ ان کے ہاں غیر حاجیوں سے مل کر ان کی تکالیف اپنے کا نوں سے خود انہیں تاکہ معین آئندہ کے لئے ایسا انتظام کریں کہ ان تکالیف کا اعادہ نہ ہو۔
معلین کے سبب
بہت سے حاجی پاکستان میں ان ایجنسیوں کا شکار ہو جاتے ہیں جو معین سے کیش لینے اور ان کی تعریف

بچوں کا صفحہ

تہذیب اسلام!

نام ترقی ہے تو ہم مدد سے
ہی بچے۔
ارشاد :- طاہر صاحب ذرا یہ تو بتائیے
آپ کے نزدیک ترقی کیا ہے۔
طاہر :- ہمارے نزدیک ترقی وہ
ہے جس کو سرکارِ دو عالم نے
پورے عالم میں پیش کیا۔ انہوں
نے انسانیت کو ترقی دی۔ انہوں
نے اس بدوی قوم کو جس کے بارے میں
حالی فرماتے ہیں :-

کہیں پانی پینے پلنے پر جھگڑا
کہیں گھوڑا آگے بڑھنے پر جھگڑا
ان کو انسانیت کا سبق دیا۔ ان کو
اخلاق اور مروت کا پیکر بنایا۔
انہوں نے ان بدوؤں کو یہ سکھایا
کہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے یہاں
قوم اور بریائی یک ہی ہو
اور تمہارا بڑوسی ایڑیاں دگر دگر
کو جان سے رہا ہو۔ کہیں ایسا
نہ ہو کہ تم گرم محافوں میں اپنی
بلڈنگوں میں میٹھ کر رہے ہو اور
تمہارے بڑوسی کی اکڑی ہوئی
لاش تمہاری بلڈنگ کے قریب
جھونپڑے سے نکلے۔ تم تمام آپس
میں آدمی کے چند اعضا ہو، آخر
ایک انگلی میں تکلیف ہوتی ہے
تو پورا جسم کانپ اٹھتا ہے۔
اگرچہ وہ پیر ہی کی انگلی ہو۔
یہی انسانیت کا سبق تھا کہ دنیا
کے تمام پرچم ان اوٹ چرانے
والوں کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔
مگر آپ کے لئے تو یہ دقیانوسی
باتیں ہیں۔ بھلا آپ اس ترقی کے
زمانہ میں کہاں ان کو اپنا سکتے
ہیں۔

ارشاد :- میرے طاہر بھائی میں بہت
شرمندہ ہوں۔ تمہاری اس معمولی
سی وضاحت نے میری آنکھیں
کھول دیں۔ اس وقت دنیا کو
انسانیت کی ضرورت ہے۔ اور
وہ اس وقت آ سکتی ہے جبکہ
ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کے احکامات کو اپنا لیں۔
میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی
زندگی ایسی سانچہ میں ڈھاؤں گا۔

طاہر :- نہیں۔ ہم ترقی کے مخالفت نہیں۔ بقول
مفتی محمد یونس صاحب :- کہ عام تر سے تر

آپ کے ہاتھ میں کھڑنا بن کر رہ
گئی۔ یہ ترقی نہیں تو اور کیا ہے؟
زمین پر رہنے والا انسان آج
آسمان سے باتیں کرتا ہے۔ یہ ترقی
نہیں تو اور کیا ہے؟
خشکی پر لوٹنے والا انسان سمندر
کے سینے پر سوار ہو کر اس کی
بھیاںک موجوں پر کھیلتا ہے۔ یہ
ترقی نہیں تو اور کیا ہے؟
طاہر :- انہوں نے ارشد صدر افسوس!
جیوانیت کے اوصاف آ جانا آپ کے
نزدیک ترقی کے نام سے موسوم
ہوتے ہیں۔ آپ ہی غور کریں۔
اگر آپ نے آسمان پر پرواز کرنا
مشروع کیا تو کون سا کمال کیا۔
یہ تو چیل اور گدھ بھی کرتے
ہیں۔ اگر آپ سمندر کی موجوں سے
کھیلنے لگے تو کونسا عظیم الشان
عمل کیا۔ یہ تو بچھوے اور
مچھلی بھی کرتے ہیں۔ اگر آپ نے
ایک ماہ کا راستہ ایک دن
میں طے کر لیا تو کونسا کارنامہ
کیا۔ یہ تو ایک مکھی بھی کر
لیتی ہے۔ لیکن آپ خدا اس
ترقی کے نتائج پر غور کریں۔
آج ایک انسان دوسرے انسان
سے دست و گریباں ہے۔ ایک
ملک دوسرے ملک کے خون
کا پیاسا ہے اور دوسرے ملک
کے حصول کے لئے اپنی ترقی
کو ایٹم بم کے ذریعہ ظاہر
کرتا ہے اور لاکھوں بچوں
اور بیٹیوں کو خون میں نہرتا ہوا
دیکھنا پسند کرتا ہے۔ اگر اسی کا

ارشاد :- اسلام عظیم۔ بہت عرصہ بعد
طاقت ہو رہی ہے۔
طاہر :- وعلیکم السلام۔ ارشد صاحب کچے
مزاج تو بنیں! ارشد :- ہاں بھئی! کافی عرصہ گھر سے
باہر رہا۔ حال ہی میں علی گڑھ سے
ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کے امتحان
سے فارغ ہو کر آ رہا ہوں۔
طاہر :- ارے یہ تو بتائیے کہ اب
علی گڑھ کی کیا حالت ہے۔ کیا
سر سید مرحوم کے خواب کی تعبیر
ہوتی ہے یا نہیں!
ارشاد :- مجھے آپ کے سوال کا مطلب
سمجھ میں نہیں آیا۔

طاہر :- میرا مطلب یہ ہے کہ کیا وہاں
طالب علموں کو صحیح معنوں میں مسلمان
بھی بنایا جاتا ہے۔
ارشاد :- آپ کے یہ دقیانوسی خیالات
کب ختم ہوں گے اور ترقی کی
انگ کب پیدا ہوگی۔ دوسری
اقوام دن بدن ترقی کی ایک سیڑھی
سے دوسری سیڑھی پر گامزن ہیں
لیکن آپ ہیں کہ آج سے چوہہ
(۱۴۰۰) سو برس پہلے کی باتوں پر
اڑے ہوئے ہیں۔

طاہر :- میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ
آپ حضرات ترقی کا گیت گاتے
ہیں۔ آخر آپ کے یہاں ترقی
کا کیا معیار ہے۔ اور موجودہ
قدر میں آپ کس ترقی کے
مذاح ہیں۔

ارشاد :- حیرت ہے اتنا حیرت موزون
قدر میں آپ کو ترقی نظر نہیں
آتی۔ آج بلی سے بھی مسافت

ہمارے بیاں
خالص سینے کے بہترین
جرٹ اور اعلیٰ ترین زیور است
فروری ۱۹۴۷ء



زیورات خریدنے وقت
دھرم کاٹنے کی سیرج

دکان کا نام دونوں کو ضرور دیجیے
زرغشاں جیولرز - ۳۴ - کمرشل بلڈنگ - سی مال لاہور

تمام شدہ ۱۹۲۸ء سابقہ
 زیر دروازہ مسجد نذر خان
 قیغی قیغی ۲۷۴۳ لاہور
 ایک لاکھ ہاوس
 تارے قیغیاں چھریاں دیگر سامان کٹری کے لئے مشہور ہے۔

[illegible]

_____ نیم بارک۔ ہمارے ہم عصر۔ حفاظتی کونسل نے سفارتش کی ہے کہ سوئڈ نئے ملکوں کو فوجی
مقررہ کارکن بنالیا جائے۔ ان میں جاپان اور سیرونی منگولیا شامل نہیں ہیں۔